# محمد

مرتضیٰ اشعر

# محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ملتان کے شعراء کا نعتیہ کلام)

مرتضیٰ اشعر

بزمِ فکرِ نو ملتان

| | |
|---|---|
| اشاعتِ اول | ۱۹۹۳ء |
| تعداد | پانچ سو |
| ناشر | بزمِ فکرِ نو ملتان |
| خوشنویس | محمد لیاقت قریشی |
| سرورق | محمد مختار علی |
| قیمت | پچاس روپے |
| رابطہ | مرتضیٰ اشعر |

"کاشانۂ مقصودیہ" بالمقابل دربار شاہ شمس
شاہ شمس روڈ ملتان

سول ایجنٹ:
"کتاب نگر" حسن آرکیڈ ملتان کینٹ

تخلیق کا وجود جہاں تک نظر میں ہے
جو کچھ بھی ہے وہ حلقۂ خیر البشر میں ہے

# ترتیب

# آغازیہ

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ صرف خالقِ کونین کی خوشنودی کا باعث ہے بلکہ فکری و فنی صلاحیتوں کے اظہار کا مؤثر وسیلہ بھی ہے۔ حضورؐ کی ذاتِ عظیم صدیوں سے شاعروں کے لیے ذریعۂ اظہارِ عقیدت بنی ہوئی ہے۔ گذشتہ ساڑھے چودہ سو برس سے نعت دُنیا کے ہر خطے میں کہی جارہی ہے۔ جس کا مقصود حصولِ خوشنودیٔ مصطفیٰؐ ہے چونکہ خوشنودیٔ مصطفیٰؐ ہی اصل میں رضائے الٰہی ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ نعت صدیوں کا سفر طے کرتی ہوئی آج انتہائی نقطۂ عروج کو چھو رہی ہے۔

اُردو شاعری کا آغاز فارسی شاعری کی تقلید سے ہوا اور وہ تمام شعری اِصناف جو فارسی میں مروج تھیں اپنالی گئیں۔ غزل قصیدہ اور دوسری شعری اصناف کے ساتھ ساتھ اُردو مثنوی کے آغاز میں بھی "حمد" کے بعد "نعت" نے جگہ پائی خواہ ایسا کوئیت کے طور پر کیا گیا یا رسولِ کریمؐ سے عشق و عقیدت کی بنا پر۔ آج کل نعت دیگر اصنافِ شاعری کی نسبت غزل کے قالب میں زیادہ کہی جارہی ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاعر محبوبِ دو عالم کا تصور کرتے ہوئے یا آپؐ سے مخاطب ہو کر اظہارِ مدعا کے لیے تغزل کے پیمانے کو موزوں تر سمجھتا ہو۔

ملتان ایک قدیم خطّہ ہے جو علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ مدینۃ الاولیاء کہلاتا ہے۔ دلیوں کا

مسکن ہونے کی وجہ سے نعت کی ترویج میں ملتان کا اہم کردار ہے
"ملتان میں فروغِ نعت" کے عنوان سے پروفیسر عاصی کرنالی کا مضمون بھی
کتاب میں شامل ہے اس کے بعد کسی قسم کی وضاحت کو میں بالکل غیر ضروری
نہیں سمجھتا۔ میرے خیال میں ملتان میں بہت توانا نعت گوئی ہو رہی ہے
اِس مجموعے میں شامل شعراء کے علاوہ بہت سے ایسے شاعر ہیں جو کہ
نعتیں کہہ رہے ہیں۔ لیکن اِن کا کلام ہمیں موصول نہیں ہو سکا یا
ہماری مجبوری تھی کہ ہم اِس کتاب کی ضخامت مزید بڑھانے کے متحمل
نہیں ہو سکتے تھے — اگر ترتیب میں مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو
گئی ہو تو اِسے میری کم فہمی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔ میرے نزدیک
ساری نعتیں ایک جیسی ہیں سبھی کا مقصد مدحتِ محبوبِ کبریا ﷺ ہے۔ خدا
کرے میری یہ حقیر سی کاوش بارگاہِ رسالت ﷺ میں شرفِ قبولیت
حاصل کر سکے۔ اور "م محمد ﷺ" کی اِشاعت کے سلسلے میں میرے ساتھ
تعاون کرنے والے ہر شخص کے لیے باعثِ خیر و برکت ہو۔ آمین
بالخصوص اپنے دوستوں محمد اکرم اور ساجد ساگر کا ممنون ہوں۔ جن کی
ذاتی دلچسپی سے یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مرتضیٰ اشعر
۲۰ نومبر ۱۹۹۲ء

# ملتان میں فروغِ نعت

عاصی کرنالی

ملتان مدینۃ الاولیا ہے۔ اس خطے کا مزاج دینی ہے۔ نہایت قدیم زمانے سے اس مرکز سے دین و ثقافت اور علم و تہذیب کے اُجالے اکنافِ عالم کو منور کر رہے ہیں۔ شاعری بھی یہاں دیر سے وسیلۂ اظہار ہے یعنی ثنائے رسالت مآب کے زمزمے بھی یہاں دیر سے فضاؤں میں گونج رہے ہیں۔ یہاں کے شعراء نعت کی عطر افشانیاں کر رہے تھے، تشکیلِ پاکستان کے بعد تازہ وارد شعراء بھی ہم نوا ہو گئے ——— اور "رفعنا لک ذکرک" کے نغمہ ہائے اقدس میں شریک ہو گئے۔ شروع شروع میں نعت گوئی کی روش انفرادی طور پر چلتی رہی۔ کوئی ۱۹۶۰ء کے بعد اس میں اجتماعی رنگ پیدا ہوا۔ اب تو نعت اس خطۂ دین بنیاد کی سب سے توانا آواز ہے۔

ملتان میں فروغِ نعت کے اسباب یہ ہیں نعت خوانوں کی ٹولیاں اور ان کی موروثی روایت کا تسلسل ——— بعد میں ان کا انجمنوں اور تنظیموں کی شکل اختیار کرنا، جو شعراء کے لیے نعت کہنے کے زیادہ میلان کا سبب بنا ——— چند معروف نعت گو شعرا کے زیرِ اثر توسیعِ نعت ——— نعتیہ مشاعروں کا جابجا انعقاد، اخبارات، رسائل میں نعتوں کی اشاعت، ریڈیو اور ٹی وی پر نعت خوانی یا محافلِ نعت کا اہتمام ——— اگرچہ یہ واقعاتی اسباب تھے۔ لیکن بنیادی سبب وہی ہے کہ ایک مسلمان شاعر کسی بیرونی تحریک کے بغیر صرف اپنے باطن کے تقاضائے عشق سے نعت کہتا ہے۔ ملتان میں نعت کے تمام معروف رویے برتے جا رہے ہیں۔ نعت کا قدیم رویہ جس میں توصیفِ جمالِ محمدی کا غلبہ ہے۔ حالی اور اقبال کے عہد یا مابعد کا رویہ جس میں نعت سیرت نگاری اور تبلیغ و دعوتِ اسلام کی ترجمان ہے۔ رسمی اور غیر رسمی رویے اس کے علاوہ ہیئت کے اعتبار سے غزل، قصیدہ، قطعہ، رباعی کی

صورتیں اور نظم کی قدیم وجدید تشکلیں۔ تاہم زیادہ تر غزل ہی کی صورت شاعری ہے۔ طرحی مشاعروں نے ہیئتِ غزل کو زیادہ پھیلایا ہے۔ بزمِ حسان اور بزمِ نور کے طرحی مشاعرے فروغِ نعت کا موثر وسیلہ بنے ہیں۔ تحصیلِ پاکستان کے بعد اسد ملتانی مرحوم صاحبِ "تحفۂ حرم" اور علامہ طالوت کی نعتیں جہاں کے لئے سامانِ استفادہ ہوئیں۔ اسی دور میں کشفی ملتانی کی دل نشین اور دلگداز مدح وثنا سے فیض اٹھایا۔ ہجرت کی لہروں نے ماہر القادری" خواجہ شفیع دہلوی، قابل گلاؤٹھی، فیض جھنجھانوی۔ اور صابر دہلوی کو ملتان پہنچایا۔ صابر دہلوی کی مٹی یہیں عزیز ہوئی۔ باقی اصحاب قدرے قیام کے بعد دوسرے شہروں میں سدھارے۔ ان اصحاب کی روح پرور نعتوں سے ملتان کی فضائیں منور ہوتی رہیں۔ کیفی جامپوری اور رفیق خاور جسکانی بھی کچھ وقت ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ کیفی مرحوم کی دانش افروز اور رفیق خاور کی جدید طرزِ احساس میں ڈھلی ہوئی نعتوں کا ایک خاص مرتبہ ہے۔ بعض شعراء بسلسلہ ملازمت یا دیگر وجوہ سے ملتان میں اقامت پذیر رہے۔ جن میں حافظ مظہر الدین مرحوم، آغا صادق مرحوم، راز کاشمیری مرحوم اور زندہ حضرات میں حافظ لدھیانوی، خالد بزمی، اور عابد نظامی، نعت کے نامور شعراء تسلیم کیے جاتے ہیں۔ جو صاحبانِ تصنیف بھی ہیں۔ اور اپنا ایک حوالہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس زمرے میں ایاس عشقی، اشتیاق اظہر، ڈاکٹر جاذب ترین، کرنل دلنواز دل، منصور عاقل، تاثیر نقوی، عبدالشکور بیدل، صادق قمر اور سید رشید احسن زیدی بھی لائقِ ذکر اصحاب ہیں۔ جن کی خوشبوئے ثنا سے یہ سرزمین معطر ہوتی ہے ایسے شعراء کی ایک معقول تعداد نظر آتی ہے جو صاحبِ تصنیف ہیں انکے نام پیش کیے جاتے ہیں میر انت کاظمی (فروغِ محامد)۔ ادب سیمابی (شاخِ طوبیٰ)، عزیز حاصل پوری (صحیفۂ نور، جمالِ نور، تضمینِ مبین)، ہلال جعفری (جانِ رحمت، معراجِ مصطفےٰ، طلوعِ سحر، ہلالِ حرم)۔ اصغر علی شاہ (پیامبرِ فجر)۔ حسین سحر (تقدیس، اقبالِ

(فصیل و پرچم (تابش صمدانی) برگِ ثنا (انور جمال) لولاک لما (سیدہ تاباں علی) (جلوۂ تاباں) فدا بخاری (تنویر مروت)، خان صادق محمد احسن (کلام احسن) عاصی کرنالی (مدحت کے لعتوں کے گلاب) میرا فق کاظمی اور عزیز حاصل پوری کے یہاں قدیم روایت کی جلوہ گری ہے۔ دردِ ہجراں، اشتیاقِ دید، اور جذب و مستی کے مضامین ہیں۔ ہلال جعفری کے یہاں دلگدازی اور انکساری کا غلبہ ہے۔ اصغر علی شاہ کے یہاں عالمانہ اسلوب، شوکت لفظی اور مضمون آفرینی پائی جاتی ہے۔ حسین سحر اور اقبال ارشد کی نعتوں میں مشتاقی و حضوری کی نشاط سامانیاں ہیں۔ انور جمال کے مسدس میں تخلیق کائنات سے ظہورِ قدسی تک کا جائزہ اور بعثتِ حضور کی انسانیت پر برکات کا ذکر ہے۔ تابش صمدانی کے یہاں ایک بے ساختہ پن اور وارفتگیٔ عشق کا عالم چھایا ہوا ہے۔ عاصی کرنالی کو نعتوں کے گلاب پر ۱۹۸۹ء میں اور حسین سحر کو تقدیس پر ۱۹۹۱ء میں قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر ایوارڈ عطا ہوا۔ جو ایک طرح سے خطۂ ملتان میں فروغ نعت کا قومی سطح پر بالواسطہ اعتراف ہے۔ ان صاحبانِ تصنیف کے علاوہ ایسے شعرا بکثرت ہیں جن کی بیاضوں کے دامن میں نعت و ثنا کا خزینہ پڑا دمک رہا ہے اور جن کے یہ منظوم عقیدت نامے یقیناً ملتان میں نعت گوئی کو تابانی، فروغ اور ارتقا بخش رہے ہیں۔ ان اربابِ سعادت میں مرحوم شعراء کے نام یہ ہیں۔

طاہر کپور تھلوی، ممتاز العیشی، قمر لکھنوی، خادم کیتھلی، پرواز جالندھری، ذوالفقار حیدر، راغب مولانا حسن رضا، ضیاء صدیقی، شمس الاسلام عالی، شمیم شمسی، اسلم یوسفی، حبیب محمد حبیب، حیدر گردیزی۔ اور جو زندہ ہیں (خدا انہیں سلامت رکھے تاکہ وہ اس ذکرِ جمیل کی روشنی میں اضافہ کرتے رہیں) اُن کے نام یہ ہیں۔

حزیں صدیقی، مذاق العیشی، گلچیں کرنالی۔ ارشد ملتانی۔ ایاز صدیقی۔ اسلم انصاری، ولی محمد واجد، اُمید ملتانی، تاثیر وجدان، ڈاکٹر محمد امین، ڈاکٹر صفدر حسین صفدر، کرامت گردیزی، اختر جعفری، منیر فاطمی، شوکت رسول پوری، ثمر بانو ہاشمی،

نوشابہ نرگس، تنویر زہرا خالد وغیرہ۔ حزیں صدیقی مرتبہ استادی پر فائز ہیں تمام فنی و معنوی محاسن سے ان کی نعتیں آراستہ ہیں۔

مذاق العیشی قصائد کے اسلوب میں روشن اور ایمان افروز نعتیں کہتے ہیں۔ ایاز صدیقی کی نعت گوئی کا ایک رُخ یہ ہے کہ وہ غالب کی غزلوں کی زمینوں کو نعت کے آسمان تخلیق کر رہے ہیں۔ ولی محمد واجد خونِ دل سے ثنا لکھتے ہیں خود روتے ہیں دوسروں کو رُلاتے ہیں۔ اسلم انصاری کے یہاں عموماً استعارہ و علامت کا اسلوب ملتا ہے۔ اور بلندیٔ خیال و معانی کا تلازمہ ہر جگہ ہے وہ نعت گوئی میں بھی تخصیص رکھتے ہیں تمہارا اسم ہے مری زندگی (حمدیہ) اور اے شبستانِ حرا (نعتیہ) ان کے دو زندہ و تابندہ حوالے ہیں —— ڈاکٹر امین کے یہاں فلسفیت اور جذباتِ عشق کا امتزاج ہے۔ اسی طرح باقی اصحاب بھی اپنی قلبی اور روحانی واردات کے اُجالے بکھیر رہے ہیں۔

ملتان میں نئی نسل بھی پُرانی نسل کے قدم بقدم عشق و اطاعت کا یہ نعتیہ سفر طے کر رہی ہے۔ اُن کے یہاں پیرائیہ اظہار میں تازہ کاری کا عنصر نمایاں ہے۔ اور یہ کوشش غالب ہے کہ روایت کے چمن میں تجربوں کے پھُول کھلائیں۔ چند نام یہ ہیں۔

شوذب کاظمی، وسیم ممتاز، عارف معین بلے، فرحت عباس شفیق آصف، عظمت کمال، مرتضیٰ اشعر، رضی الدین رضی، شاکر حسین شاکر، تحسین غنی، حسن شارق جاوید، رہبر صمدانی، طاہر سلیم فرتاش سید، ظفر کامران وغیرہ

الغرض ملتان میں فروغ نعت کے سلسلے میں اتنا تخلیقی کام ہوا ہے کہ اس اعتبار سے اس خطے کو ایک اہم ادبی مرکز کی حیثیت حاصل ہے اور یہ سلسلہ سعادت برابر فروغ پذیر ہے۔

ع چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

اسد ملتانی مرحوم

ہیچ ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے
میں کھڑا ہوں روضۂ خیر البشر کے سامنے

جھلملانے لگ گئیں روضے کی روشن جالیاں
اِک نیا منظر ہے میری چشمِ ترے سامنے

اُڑ گئی میرے گناہوں کی سیاہی اُڑ گئی
ظلمتِ شب جس طرح نورِ سحر کے سامنے

مانگتا ہوں جس قدر، ملتا ہے کچھ اس سے سوا
ہر دعا شرمندہ رہتی ہے اثر کے سامنے

اِک جگہ پر دونوں محوِ استراحت ہی نہیں
گھر بھی ہے صدیقؓ کا حضرتؐ کے گھر کے سامنے

تو نے کار آمد بنایا زندگی اور موت کو،
مقصد ایسا رکھ دیا نوعِ بشر کے سامنے

میں اسد صحنِ حرم میں بیٹھتا ہوں اُس جگہ
ہو جہاں سے گنبدِ خضرا نظر کے سامنے

علامہ طالوتؔ مرحوم

حبیبِ خدا کی ہے آج آمد آمد، چمن مسکرائے دمن مسکرائے
وہ آئے، وہ آئے، محمدؐ محمدؐ! چمن مسکرائے دمن مسکرائے

بہاروں پہ چھائی ہے مستی سراپا، وہ جانِ بہاراں ہوا جلوہ فرما
بہاریں ہوئیں رشد سے جس کے ارشد، چمن مسکرائے دمن مسکرائے

خدا کی خدائی میں انوار پھیلے، سب اعلیٰ و ارفع سے اطوار پھیلے
جہاں بن گیا مطلعِ نورِ سرمد، چمن مسکرائے، دمن مسکرائے

تزلزل سا ایوانِ کسریٰ میں آیا، غبارِ بلا قصرِ قیصر پہ چھایا،
نکھر آیا مولا کا فقرِ مجرّد، چمن مسکرائے، دمن مسکرائے

جہانِ نوی میں ہوا عدل ارزاں، گھٹائیں ہوئیں ظلم کی سب پریشاں
ملا سارے عالم کو آئینِ اسعد، چمن مسکرائے دمن مسکرائے

فضاؤں میں چرچے ہوئے ارتقا کے، اداؤں میں طور آگئے خوفِ خدا کے
دعاؤں میں ظاہر ہوا نورِ احمد، چمن مسکرائے، دمن مسکرائے

افق کاظمی مرحوم

نبیِ عالم، رسولؐ اکرم، شہِ جلالت سریر تمؐ ہو
نظیر جس کی نہیں جہاں میں وہ ہادیِ بے نظیر تمؐ ہو

تمہیؐ ہو اصلِ وجودِ عالم، تمہیؐ ہو وجہِ شہودِ عالم
یہ محفلِ ہست و بودِ عالم ہے جس سے رونق پذیر تمؐ ہو

بہ ظلمتِ کفر و شرک و بدعت، زمانہ تاریک ہو رہا تھا
ضیا سے جس کی ہوا یہ روشن، وہ اِک سراجِ منیرؐ تمؐ ہو

تمہیؐ مواخات کے مدرّس، تمہیؐ مساوات کے مبلّغ
اٹھا دیا جس نے بزمِ ملّت سے فرقِ شاہ و فقیر، تمؐ ہو

ہر اک فریقِ زماں کے ہادی، ہر اک طریقِ جہاں کے رہبر
تمام اقوام و انبیاء کے امام تمؐ ہو، امیر تمؐ ہو

وہ جس کا آئین عینِ فطرت، وہ جس کے احکام جانِ حکمت
وہ جس کی تعلیم سے ہر اُمّت ہوئی ترقی پذیر تمؐ ہو

یہ التجائے افق ہے سرورؐ! کہ روزِ محشر حضورِ داور
بہ لطف و رحمت مرے شفیعِ معاصی و دستگیر تمؐ ہو

ساز کونین ، ترا مدح سرا لگتا ہے
لب ہر ذرہ ، لب صلِ علیٰ لگتا ہے

مرے آقا تری شوکت کا علو ، کیا کہنا
بادشہ بھی ترے کوچے میں گدا لگتا ہے

نہ ملا دونوں جہاں میں کوئی تجھ سا آقا
تو ہی اک صاحبِ لولاک لما لگتا ہے

تو نے چاہا جسے ، اللہ نے چاہا اس کو
ترا محبوب تو محبوبِ خدا لگتا ہے

گونجتا ہے جو تری یاد کا نغمہ دل میں
عظمتِ زمزمۂ صلِ علیٰ لگتا ہے

تم ہو وہ شاہ کہ منگتا بھی تمہارے در کا
والیٔ سلطنتِ ارض و سما لگتا ہے

سارے قرآن میں تعریفِ محمدؐ ہے عزیز
سارا قرآن محمدؐ کی ثنا لگتا ہے

صبوحی دہلوی مرحوم

○

ہاتھ پھیلایا ہے میں نے ان کے در پر دیکھنا
تم بدلتے اب ذرا میرا مقدر دیکھنا

گیسوئے واللیل چھائیں گے شبِ تاریک پر
مشک بُو موجِ نسیمِ رُوح پرور دیکھنا

دیکھ لو جی بھر کے شہرِ مصطفےٰؐ کے بام و در
جانے پھر کب ہو میسّر بارِ دیگر دیکھنا

خار زاروں میں نظر آئے گی جنت کی بہار
ریگزاروں میں مہ و خورشید و اختر دیکھنا

وہ زمیں جو خواب گاہِ احمدِ مختار ہے
اُس زمین کا مرتبہ اللہ اکبر دیکھنا

حاجیوں کا یہ جو دریا ہے مسلسل موجزن
ایک دِن تم اس کا ہم کو بھی شناور دیکھنا

ساقیِ کوثر پلائیں گے صبوحی خُلد میں
تشنہ کاموں کا وہاں کُھلتا مقدر دیکھنا

پرواز جالندھری مرحوم

○

حرفِ طلب کب لب پر لائے، کب دامن پھیلایا ہے
ہم نے تو سب کچھ بابِ کرم سے بن مانگے ہی پایا ہے

دامنِ دل پر عشقِ ندامت شعلوں کی مانند گرے
جب بھی تیرے الطاف و کرم کا ذکر زباں پر آیا ہے

ذرّے تیری راہ گزر کے رزق ہیں میری آنکھوں کا
مدحت کی توفیق ہی میرا بے پایاں سرمایہ ہے

صبحِ ازل کی پیشانی سے شامِ ابد کی زلفوں تک
تیریؐ ذات کی روشنیاں ہیں تیریؐ ذات کا سایہ ہے

تیرا سراپا، تیری سیرت، تیری باتیں لکھ لکھ کر!
ہم نے ہمیشہ نعت کے پردے میں قرآن سنایا ہے

ممتاز العیشی مرحوم

○

یہ کم ہے شاہِ دیں، شہنشہِ دنیا کہوں تجھے
ذاتِ احد کا مظہرِ یکتا کہوں تجھے

ظلمت کدہ حیات میں تو نورِ اولیں
ہر دورِ ہر زماں کا اُجالا کہوں تجھے

مجبور کر رہا ہے تصور جمال کا
صبحِ ازل سے قبل کا تارا کہوں تجھے

ادراک کی حدوں سے پرے ابتدا تیری
محدود ذہن سے میں بھلا کیا کہوں تجھے

اے سنگِ آستانِ مدینہ تجھے سلام
اپنی جبیں کا حاصلِ سجدہ کہوں تجھے

مل جاتا ہے مقام جلی حرف و صوت کو
جو کچھ زبان و نطق سے آقا کہوں تجھے

ممتاز ورنہ حرف و معانی کہاں نصیب
اے شعرِ نعت، فیضِ رضا کا کہوں تجھے

اسلم یوسفی مرحوم

○

زرد چہروں کو سجانے کے لیے بارش ہوئی
آپ آئے شہرِ آئینہ کی آرائش ہوئی

جلوۂ ابرِ کرم سے گل زمیں تابش ہوئی
آرزو لپکی تو رنگ و بو کی فرمائش ہوئی

دل کے صحرا میں کھلے ہیں پھول تا حدِ نظر
آپؐ کی خاطر دمشقِ جاں کی زیبائش ہوئی

بے نوا سائل کا دامن موتیوں سے بھر دیا
اے خوشا نعتِ نبیؐ میں سرخرو کاوش ہوئی

روز و شب رہتا ہے پلکوں پر ستاروں کا ہجوم
در دِ احمدؐ سے ہمارے حال کی پرسش ہوئی

ہم غلامانِ محمدؐ کو نہیں خوفِ عذاب
بابِ رحمت جب کھلا پھر دیکھنا بخشش ہوئی

خواب میں دیکھا ہے اسلم اُن کا حسنِ انتخاب
اپنی آنکھیں چومنے کی بارہا خواہش ہوئی

قمر لکھنوی مرحوم

○

نبیؐ کے عشق کی دل میں کبھی کمی نہ ملے
جو زندگی نہ ہو ایسی تو زندگی نہ ملے

غم رسولؐ سے ممکن نہیں خوشی نہ ملے
یہ کیا چراغ جلے اور روشنی نہ ملے

ارادتاً کوئی دربارِ مصطفےٰؐ کی طرف
گداگری کو چلے اور تونگری نہ ملے

وہ دل ہی کیا جو نہ عشقِ رسولؐ میں ہو گداز
وہ آنکھ ہی کیا ہے جسے نمی نہ ملے

جمالِ سرورِ کونینؐ سے ہو کیا آگاہ
وہ تیرہ بخت جسے ذوقِ آگہی نہ ملے

قمر کو عکسِ جمالِ رخِ حبیبؐ ملا
قمر سے کیسے زمانے کو روشنی نہ ملے

عاصی کرنالی

راحتِ جاں کہاں سے ملتی ہے
اسی جانِ جہاں سے ملتی ہے

جو بھی نعمت ہے دو جہانوں کی
ایک ہی آستاں سے ملتی ہے

وہ سبھی کے نبی ہیں اس کی سند
ہر زمان و مکاں سے ملتی ہے

سبز گنبد کی رفعتیں اللہ
ایک حد لامکاں سے ملتی ہے

اب ہمارے چمن میں ہے وہ بہار
جس کی صورت خزاں سے ملتی ہے

جب کہ ہر خشک و تر کو شادابی
تیرے ابرِ رواں سے ملتی ہے

میرے دِل میں حضورؐ بستے ہیں
یہ زمیں آسماں سے ملتی ہے

عاصی کرنالی

وہ مہرِ مبیں جب سے ہے جلوہ گر
سحر ہی سحر ہے، سحر ہی سحر

ترا مرتبہ یہ ہے المختصر
تری خاکِ پا ہے طلوعِ بشر

نہ ہوتی تری ذات منزل اگر
کہیں ختم ہوتا نہ دشتِ سفر

مدینے سے جانا ہے شرطِ سفر
مدینے سے میں جا رہا ہوں۔ مگر

درِ فیض سے جب تعلق ہوا
ملا کیں قدر، کس قدر، کس قدر

ترا ہی تصور، تجھی پر درود
نہ فکرِ دگر ہے، نہ کارِ دگر

مرے لفظ ہیں نا دمیدہ ہنوز
کلی کو بنا دے گلابِ ہنر

### عاصی کرنالی

کچھ اس ادا سے وہ نورِ آشکار ہوتا ہے
ادا ادا پہ زمانہ نثار ہوتا ہے

ہمارے گلشنِ جاں میں بفیضِ ذکرِ درود
تمام سال قیامِ بہار ہوتا ہے

جو اُڑتا رہتا ہے ہر کاروانِ شوق کے بعد
وہ ہم شکستہ پروں کا غبار ہوتا ہے

صدائے صلِّ علیٰ جس کی دھڑکنوں میں نہیں
وہ دِل تو دِل نہیں ہوتا، مزار ہوتا ہے

ادب ہے شرط دیارِ حبیب ﷺ میں ورنہ
نگاہ و دِل پہ کسے اختیار ہوتا ہے

مرے نبی ﷺ کا دوام اور چیز ہے کہ یہاں
ابد بھی لمحۂ فانی شمار ہوتا ہے

بنایا پھر نہ مصوّر نے نقش ان جیسا،
کہ شاہکار تو بس ایک بار ہوتا ہے

حزیں صدیقی

○

جو ازل کے روز گونجی تھی صدا ہے آج بھی
جس پہ قائم رشتۂ ارض و سما ہے آج بھی

ایک پل میں طے کیا تھا جس نے صدیوں کا سفر
وقت پر اُس کا تصرّف برملا ہے آج بھی

آسماں سے آبشارِ نور اب بھی ہے رواں
گنبدِ خضریٰ سے رشتہ عرش کا ہے آج بھی!

ہر زمانے کے مطابق ہے محمدؐ کا نصاب
ایک اُمیؐ کا یہ زندہ معجزہ ہے آج بھی

کوئی چاہے قُرب تو رہتے ہیں وہ دِل کے قریب
کوئی رکھے فاصلہ تو فاصلہ ہے آج بھی

ہے ازل سے آئنہ خانے کی جاں اک آئنہ
جس میں خود کو آئنہ گر دیکھتا ہے، آج بھی

عزیز صدیقی

○

اللہ کا یہ خلق پہ احسان عظیم ہے
بھیجا رسولؐ وہ جو رحیم و کریم ہے

واللہ کیا نصابِ رسولِؐ علیم ہے
اتنا ہی یہ جدید ہے جتنا قدیم ہے

پہلے کہاں تھی یہ رُخِ ہستی کی آب و تاب
یہ سب طفیلِ جلوۂ دُرِّ یتیم ہے

تیرے ہی نقشِ پا کا تسلسل ہے عرش تک
تیری ہی راہ شاہرہِ مستقیم ہے

فطرت کے شاہکار ہیں کچھ اور بھی مگر
ہر زاویے سے تیرا سراپا عظیم ہے

باغِ جناں ہے جلوہ گہِ التفاتِ خاص
بزمِ حیات، عرصۂ لطفِ عمیم ہے،

ثابت قدم ہے سیلِ حوادث میں بھی حزیںؔ
بجتا ہوا یہ تیرا ہی عزمِ صمیم ہے

اصغر علی شاہ

○

معراج کا جو ذکر بھی آیا زبان پر
پہنچی زمین اڑتی ہوئی آسمان پر

طائر تو کیا کہ جنّ و ملک دنگ رہ گئے
بے بال و پر بشر کی اس اونچی اڑان پر

بے مثل اُس سفر کا اب احوال کیا کہیں
تالے پڑے ہوئے ہیں زبان و بیان پر

لمحے کی ایک جست میں لیکن جو طے کرے
اس کا حقیقتاً ہے تسلط زمانے پر

فرشِ زمیں سے سدرۂ عرشِ بریں تلک
سایہ کیا ہوا تھا فرشتوں نے تان پر

جبریل کو بھی ساتھ نہ پا کر کسی جگہ
کیوں جانے ہنس دیا تھا مکیں لا مکان پر

اک شاہدِ ازل کی طرح اُن غیوب میں
ڈالی نگاہ غیب کے اک اک نشان پر

اسلم انصاری

○

عجب حرفِ نغمہ ہے، کیا نغمگی ہے
ترا نام تو سربسر شاعری ہے

جبینِ سحر پر بہت روشنی ہے
یہ شاید طلوعِ بشر کی گھڑی ہے

حریفِ خزاں ہے فقط ایک کونپل
اگر دیکھیے تو بہار آچکی ہے

صدف میں گہر اور گہر میں سمندر
یہ اسلوبِ فطرت کی پیچیدگی ہے

سبھی داغ ساماں، سبھی گل بداماں
کسی کو کسی پر کہاں برتری ہے

نگارِ تمنا کا ملبوس ہے یہ
غبارِ مدینہ، زرِ آگہی ہے

مذاق العیشی

○

ہر رات کا پیام محمدؐ کا نام ہے
ہر صبح کا سلام محمدؐ کا نام ہے

کیا اشرف الکلام محمدؐ کا نام ہے
ممدوحِ خاص و عام محمدؐ کا نام ہے

سارے جہانوں ، سارے زمانوں کے واسطے
اک رحمتِ تمام محمدؐ کا نام ہے

بندوں کے ہیں امام خداؐ کے نبیؑ تمام
نبیوںؑ کا پیش امام محمدؐ کا نام ہے

الحاد اور شرک کی ہر کاٹ کے لیے
اک تیغِ بے نیام محمدؐ کا نام ہے

لرزہ بجاں ہیں جس سے سبھی منکرانِ حق
وہ پُرشکوہ نام محمدؐ کا نام ہے

اللہ کی رحمتوں کا ہوں سائل میں اے مذاقؔ
لب پر مرے مدام محمدؐ کا نام ہے

مذاق العیشی

○

مجھے دنیا کا کوئی غم نہیں ہے
یہ احساں آپؐ کا کچھ کم نہیں ہے

عقیدت کا ہے اک انداز یہ بھی
میں سجدے میں بھی ہوں سر خم نہیں ہے

مرا دِل ہے مئے کوثر سے لبریز
مجھے ارمانِ جامِ جم نہیں ہے

عطائے مصطفیٰؐ جس کی رضا ہو
اُسے کچھ فکرِ بیش و کم نہیں ہے

مقامِ عبدہٗ کی رفعتوں سے
خود اُن کا سایہ تک محرم نہیں ہے

قیامت کی گھڑی ہے میرے آقاؐ
کوئی یاور کوئی ہمدم نہیں ہے

مِرے آقاؐ مذاقِ بے نوا کو
ترے در کی گدائی کم نہیں ہے

مذاق العیشی

○

جب تصور میں مدینے کی زمیں ہوتی ہے
حلقۂ نور مری چشمِ یقیں ہوتی ہے

خم جہاں فرطِ عقیدت سے جبیں ہوتی ہے
انکا در ہوتا ہے، کعبے کی زمیں ہوتی ہے

نعمتیں بانٹتے سرکار ہیں۔ اور اپنے لئے
نہیں ہوتی ہے کبھی نانِ جویں ہوتی ہے

دوریٔ روضۂ اطہر کی قسم ہے مجھ کو
ایک محبوب خلش دل کے قریں ہوتی ہے

یادِ سرکار میں اشکوں سے سکوں ملتا ہے
کنجِ تنہائی مجھے خلد بریں ہوتی ہے

ایک نورانی تصور ہے جمالِ طیبہ
جب یہ ہوتا ہے نظر اور حسیں ہوتی ہے

مدحِ سرکار کئے جاتا ہوں لیکن اے مذاق
جتنی جی چاہتا ہے اتنی نہیں ہوتی ہے

ارشد ملتانی

○

ہمیشہ سے جلوہ فگن آپ ہیں
بقائے زمین و زمن آپ ہیں

بظاہر خدا سے مخاطب ہوں میں
مگر مدعائے سخن آپ ہیں

ملی دلکشی زیست کو آپ سے
دل و دیدہ کی انجمن آپ ہیں

ہیں سب رنگ و روپ آپ ہی کیلئے
متاعِ گل و نسترن آپ ہیں

ملا فکر کو نسخہء کیمیا
مداوائے رنج و محن آپ ہیں

شرف معنویت کا مجھ کو ملا
مرے لفظ میرے سخن آپ ہیں

مرے جسم و جاں میں مہک آپ کی
مرے مشک میرا ختن آپ ہیں

ارشد ملتانی

○

تجھ سے دمساز لوح کا
آبروئے قلم بھی تو

تشنہ لبئ دشت کو
موجِ یمِ کرم بھی تو

عشق کی تجھ سے انتہا
حسن کا ہے بھرم بھی تو

تجھ سے حدوث کو ثبات
نقشِ گرِ قدم بھی تو

سازِ عرب کے سوز ہیں
زمزمۂ عجم بھی تو

باعثِ محفلِ وجود
زادِ رہِ عدم بھی تو

تو ہی بنائے دو جہاں
لوح بھی تو قلم بھی تو

ایاز صدیقی

۵

قدموں سے لپٹ جاؤں فصیح دوسرا کے
آتے نہیں ترتیب میں الفاظ ثنا کے

انوار ہی انوار، تجلّی ہی تجلّی
شاہد ہیں ملائک شبِ اسرا کی فضا کے

پھیلے ہیں ترے رُخ سے دو عالم کے اُجالے
نکھرے ہیں ترے خط سے خطوط ارض و سما کے

کیا شام و سحر کیا مہ و خورشید و کواکب
منگتے ہیں سبھی تیرے درِ لطف و عطا کے

ہوتی ہیں فدا اُن پہ دو عالم کی بہاریں
جن ہونٹوں پہ کھلتے ہیں کنول صلّ علیٰ کے

دُنیا کے مناظر سے گزر جاؤ نگا اِک روز
آنکھوں میں شبیہہ شہِ کونین بسا کے

لینا ہے ایاز آپ کو پروانۂ بخشش
اللہ کو نعتِ شہِ ابرار سُنا کے

ایاز صدیقی

ہر گوشہ آسماں ہے زمینِ حجاز کا
حاصل ہے اِس نشیب کو رتبہ فراز کا

کِس کو مِلا یہ حُسنِ شرف آپ کے سوا
محرم ہے اور کون مشیت کے راز کا

دِل گونجتا ہے صلِّ علیٰ کی صداؤں سے
یہ نغمہ خلدِ گوش ہے مغنّی کے ساز کا

آقا کی مدحتوں سے ہوا مختصر تریں
اِک شور تھا فسانۂ ہجرِ دراز کا

میرا طواف کرتے ہیں مہر و مہ و نجوم
مدحت سرا ہوں میں شہِ گردوں طراز کا

آقا کی اِک نگاہ نے پُر نور کر دیا
روئے سیاہ کفر کی زلفِ دراز کا

میری نظر میں سنت و فرض ایک ہیں ایاز
آموزگار ایک ہے سب کی نماز کا

سید ہلال جعفری

○

اُن کو خدا نے نوُر کا پیکر بنا دیا
اپنی صفاتِ خاص کا مظہر بنا دیا

گیسوئے مُشکبار پیمبر ترے نثار
کونین کی فضا کو معطّر بنا دیا

جو جم کے رہ گیا سرِ مژگاں شبِ الم
اُس اشکِ غم کو آپؐ نے گوہر بنا دیا

دامانِ آرزو مرا دیکھا جو تار تار
قدرتؐ نے رحمتوں کو رفوگر بنا دیا

سائے کو انؐ کے سایۂ رحمت میں ڈھال کر
ہر زاویے سے نوُر کا پیکر بنا دیا

دیکھا پلک جھپکنے سے پہلے حضورؐ نے
بگڑا ہوا جو کام تھا یکسر بنا دیا

حُسنِ ازل نے اہلِ نظر کے لیے ہلالؔ
منظر بنا دیا پسِ منظر بنا دیا

حسین سحر

○

یوں علاجِ تشنہ کامی چاہیئے
لب پہ آنؐ کا نامِ نامی چاہیئے

اک جہاں کی بادشاہی کے لیے
آپؐ کے در کی غلامی چاہیئے

ظلمتوں کو ہے ضرورت نور کی
آپؐ کا اسمِ گرامی چاہیئے

گنبدِ خضریٰ سے جو منسوب ہے
دِل کو وہ کیفِ دوامی چاہیئے

یہ مدینہ ہے یہ ہے شہرِ ادب
اِس میں آہستہ خرامی چاہیئے

خاکِ طیبہ تیرے ذرّے چوم کر
آسماں سے ہمکلامی چاہیئے

نعت کہنے کے لیے دِل میں سحر
عشقِ رومی، سوزِ جامی چاہیئے

حسنین سحر

○

ذرّے نظر آئیں گے فزوں شمس و قمر سے
دیکھے تو کوئی خاکِ عرب میری نظر سے

قدموں پہ مرے دھول ستاروں کی جمی ہے
آیا ہوں ابھی لوٹ کے طیبہ کے سفر سے

اے پیکرِ انوار! تری ذات سے پہلے
خالی تھا زمانے کا صدف آبِ گہر سے

جس نور سے روشن ہیں ستاروں کی نگاہیں
اُس نور کو نسبت ہے تری راہگزر سے

یہ فیض ہے اُس روئے منور کی ضیا کا
بکھری ہے تجلی جو گریبانِ سحر سے

اقبال ارشد

○

یا محمدؐ لکھنے والا جنت آور ہو گیا
جو در سرکارؐ تک پہنچا سکندر ہو گیا

خواہش دولت رہی باقی نہ ارمان طرب
آپؐ کے قدموں میں جو بیٹھا ابوذرؓ ہو گیا

صاحب انوارؐ کی چشم کرم کا فیض ہے
ذرہ ذرہ ریگزار دل کا منور ہو گیا

شاہِ بحر و بر کی سیرت کا کرشمہ دیکھئے
جس نے لکھی یا پڑھی پہلے سے بہتر ہو گیا

فتح مکہ پر اماں دی جب شہِ لولاکؐ نے
دشمنِ دیں حیرتوں سے گھر کا پتھر ہو گیا

میں نے مدحِ مصطفیٰ میں جب اُٹھایا ہے قلم
حرف موتی بن گئے صفحہ معطر ہو گیا

نعت لکھی تھی عرب کے شاہؐ کی ارشد کہ آج
میں عجم کا رہنے والا بھی سخن ور ہو گیا

اقبال ارشد

مایوس تھا دل صرصرِ صحرا کی طرف سے
اک ابر اٹھا وادیٔ بطحا کی طرف سے

جو دشتِ بلاخیز میں دریا نے کرم ہے
سیراب ہوا ہوں اُسی دریا کی طرف سے

ملتی ہے ہمیں آپؐ کی آمد کی بشارت
موسیٰ کی طرف سے کبھی عیسیٰ کی طرف سے

میں شاعرِ دربارِ محمدؐ ہوں مجھے فکر
دنیا کی طرف سے ہے نہ عقبیٰ کی طرف سے

پڑھتا ہوں درودِ آلِ محمدؐ یہ ہمیشہ
تلقین بھی ہے سیدِ والا کی طرف سے

میں شہر کے لوگوں میں وفا بانٹ رہا ہوں
یہ حکم مجھے ہے میرے آقا کی طرف سے

سوچا تھا دو اسے شجرِ قلب کا ارشد
تاثیر چلی گنبدِ خضریٰ کی طرف سے

انور جمال

○

اے وقت، میں مرعوب نہیں شوکتِ جم سے
نسبت مرے کشکول کو ہے شاہِ اُمم سے

اے حشر کے سورج کی تپش دیکھ، خبردار
وابستہ ہوں سرکار کے دامانِ کرم سے

اے دشتِ تحیّر میں بھٹکتے ہوئے راہی
ضو مانگ محمدؐ کے جلی نقشِ قدم سے

اے درد، نہ منت کشِ پیغام رساں ہو
واقف ہیں وہ ہر وقت مری حالتِ غم سے

اے گنبدِ خضریٰ کی فضاؤں کے کبوتر
رتبہ ہے فزوں تر ترا مرغانِ حرم سے

اے شکلِ محمدؐ مری آنکھوں میں سمٹ جا
میں وصل کا لوں کام غمِ ہجر کے نم سے

اے فکر، تو اظہار کا پیرایہ نیا ڈھونڈھ
لکھ نعت کے اشعار کو پلکوں کے قلم سے

انور جلال

○

جہان بھر میں ہیں بے مثل رحمتیں تیری
لہو کے پیاسوں کے گھر بھی عیادتیں تیری

پیمبروں کا تو عرفان وحیِ رب سے تھا
زبانِ سنگ نے دی ہیں شہادتیں تیری

بلند کوہِ فلک سے بھی حوصلے تیرے
برستے ابر کی صورت سخاوتیں تیری

فقاب کہیے بھی رب نے کہا ہے او ادنیٰ
کِسے خبر ہے کہ کیا ہیں نہایتیں تیری

سفر میں وقت کی رفتار رہ گئی پیچھے
ورائے عقل و گماں ہیں مسافتیں تیری

تیری نگاہ پہ نعتیں، ترے نفس پہ درود
زبان و فکر کی توسیں رعیتیں تیری

شبوں کی جاگتی نیندیں ہیں اعتکاف ترا
حرا کے سوچتے لمحے عبادتیں تیری

انور جمال

لفظ محمد سورج کا قبلہ ، صلی اللہ علیہ وسلم
فکر کا معبد، دھیان کا کعبہ ، صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں چلیں بازار مقدس جس میں رکیں وہ غار مقدس
جس میں لیٹیں وہ شہر مدینہ ، صلی اللہ علیہ وسلم

مطلع مہر بصیرت کہیئے ، منبع نور ہدایت کہیئے
صبح کی ساعت آپکا چہرہ ، صلی اللہ علیہ وسلم

کمزوروں کا بوجھ اٹھانا ، دشمن پر شفقت فرمانا
آپ کی عادت آپکا شیوہ ، صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت یزداں جسم ہے اس کا حل مسائل اسم ہے اسکا
مظلوم و محکوم کو مژدہ صلی اللہ علیہ وسلم

بے پر کی پرواز وہی ہے بے در کی آواز وہی ہے
بے سرمایوں کا سرمایہ ، صلی اللہ علیہ وسلم

ذہن کو اس سے سیرابی ہو قلب کو اس سے شادابی ہو
عقل کا نعرہ، عشق کا نغمہ، صلی اللہ علیہ وسلم

تابش صمدانی

○

لو ملا اذنِ حضوری اُن کا پیغام آگیا
لو تڑپ اُٹھا دلِ ناکام کا کام آگیا

نقشِ اول بھی یہی ہے نقشِ آخر بھی یہی
دستِ قدرت میں نئے آغاز و انجام آگیا

بام و در کیا سب فضائیں نور سامان ہو گئیں
اہلِ یثرب کس کی آمد کا یہ پیغام آگیا

میں سراپا معصیت تھا اے رسولؐ ہاشمی
آپ کے در کا وسیلہ حشر میں کام آگیا

رحمتِ عالم ۔ حبیبؐ کبریا ۔ خیر الوریٰ
آپ آئے درد کے ماروں کو آرام آگیا

باغِ عالم کو مبارک ہو بہارِ بے خزاں
صورتِ خیر البشر میں حق کا انعام آگیا

بن گئی بگڑی وہیں مشکل وہیں آساں ہوئی
سیدِ والا کا تابش لب پہ جب نام آگیا

تابش صمدانی

○

سمٹا ہوا ہے حسنِ ازل تیری ذات میں
پھیلا ہوا ہے نور ترا کائنات میں

چمکا ہوا ہے تیرے ہی عکسِ جمال سے
جو نقش بھی ہے کارگہِ ممکنات میں

تو بے گماں ہے مظہرِ خلاقِ کائنات
یکجا ہیں کلُ صفات تری ایک ذات میں

تو علم و آگہی کا ہے اک بحرِ بیکراں
پوشیدہ حکمتیں ہیں تری بات بات میں

آقا کی کب غلام پہ شفقت نہیں رہی
میں کب نہیں رہا نگہِ التفات میں

سب دیکھتے ہی دیکھتے آساں ہو گئیں
مولاؑ کا نام جب بھی لیا مشکلات میں

تابش دیارِ پاک کی تابانیاں نہ پوچھ
سورج کی طرح ذرّے چمکتے ہیں رات میں

تابش صمدانی

○

آپ نے فرما دیا سرکار جب اپنا مجھے
اور اب کیا چاہیئے کونین کے آقا مجھے

لاج رکھ لی آپ نے میری ہجومِ حشر میں
ورنہ کر دیتے مرے اعمال تو رسوا مجھے

پھر خدا معلوم کیسے موتیوں میں ڈھل گئے
اشک دامن پر گرے تھے یاد ہے اتنا مجھے

دولتِ ایمان - تہذیب و تمدن بندگی
بادیٔ کونین نے بخشا نہیں کیا کیا مجھے

بن گیا ہے نور کا ہالہ مرے چاروں طرف
جب بھی آیا ہے خیالِ گنبدِ خضرا مجھے

میرا کشکولِ تمنا بھر گیا انوار سے
مسکرا کر سید والا نے جب دیکھا مجھے

رحمتِ ممدوحِ ربّ العالمین کام آ گئی
رحمتِ عالم نے تابش یاد فرمایا مجھے

محمد امین

○

جو اعتبار ہے قائم وہ تیری ذات کا ہے
یہ کائنات کرشمہ تخیلات کا ہے

ادب کہ تذکرہ اب جامع الصفات کا ہے
رسول اہلِ زمیں، نورِ شش جہات کا ہے

ثنائے خواجہ ہی سے حوصلہ حیات کا ہے
نبی کی نعت وسیلہ مری نجات کا ہے

خلاصہ ہے شبِ معراج کی حقیقت کا
کہ آدمی کا سفر فتحِ ممکنات کا ہے

یہ مہر و ماہ، ستارے، یہ آسمانِ بسیط
اشارہ شقِ قمر سے تصرفات کا ہے

مرے لیے تو ترا نام اسمِ اعظم ہے
ترا ظہور ہی مقصود کائنات کا ہے

تری صفات لکھوں کیا صفات تجھ سے ہیں
یہ نعت حصہ محبت کی واردات کا ہے

محمد امین

مرے رسول ؐ کی عظمت تو آسماں تک ہے
فلک سے دور حدِ لامکاں جہاں تک ہے

مقامِ سدرہ تو فصلِ تعینات میں ہے
نبی ؐ کی قوتِ پرواز لامکاں تک ہے

کسے خبر ہے کہ نورِ محمدی کا ظہور
کہاں سے کیسے ہوا انتہا کہاں تک ہے

یہ کائنات اُسی نور کی ہے اک مظہر
یہ روشنی ہے کہ پایانِ کہکشاں تک ہے

محیطِ نعت میں گوہر نئے نئے ڈھونڈو
کہ وصفِ مصطفوی ؐ وسعتِ زباں تک ہے

یہ میری نعت وسیلہ مری نجات کا ہو
کہ میرا زور فقط کاوشِ بیاں تک ہے

صفدر حسین صفدر

○

صاف رحمت سے مرا دفترِ عصیاں ہو جائے
گر تری پاک نظر زیست کا عنواں ہو جائے

ہو کرم آپؐ کا گر مجھ پہ رسولِؐ اکرم
میرا اُجڑا ہوا گھر خلد بداماں ہو جائے

درسِ اخلاقِ نبیؐ کا جو کوئی اپنا لے
اُس کا دِل بارگہِ عظمتِ انساں ہو جائے

جلوہ فرما ہو جمال اُن کا جو اپنے دِل میں
نور کی شمع اندھیروں میں فروزاں ہو جائے

ہو فنا عشقِ محمدؐ میں اگر تو دِل سے
رازِ ہستی تری ہستی پہ نمایاں ہو جائے

ہوں گنہ گار مگر آپؐ کی امت میں ہوں
آپؐ چاہیں تو مرے درد کا درماں ہو جائے

اُس پہ ہو جاتی ہے اللہ کی رحمت لازم
اپنے اعمال پہ صفدر جو پشیماں ہو جائے

۵

اُمیرِ ملتان

مُشکل میں کوئی نامِ محمدؐ کو پکارے
ملتے ہیں اُسے چشمِ عنایت کے سہارے

بے کس کے وہ ماوا ہیں، غریبوں کے ہیں والی
صد شکر مددگار ہیں سرکارؐ ہمارے

اس در پہ گناہوں کو چھپائے ہوئے اکثر
آتے ہیں شہنشاہ بھی دامن کو پسارے

ہم لاکھ گناہ گار ہیں لیکن مرے آقاؐ
اچھے بھی تمہارے ہیں بُرے بھی ہیں تمہارے

کیا جانیئے کب غنچۂ اُمید کھلے گا
کب دیکھ سکیں ہم بھی مدینے کے نظارے

اختر جعفری

○

صدیق و امیں جوہر ایقان محمدؐ
ذیشان ہے ذیشان ہے ذیشان محمدؐ

وہ جس کو فقیری پہ رہا فخر ہمیشہ
سلطان ہے سلطان ہے سلطان محمدؐ

قرآن کی ترتیب کے ہر حرفِ خفی کا
عنوان ہے عنوان ہے عنوان محمدؐ

جل جائے جہاں شہ پرِ جبریل وہاں تک
وجدان ہے وجدان ہے وجدان محمدؐ

ہے عدل کی پیشانی پہ تحریر ابھی تک
میزان ہے میزان ہے میزانِ محمدؐ

اوّل ہو کہ اوسط ہو کہ آخر ہو کہ کل ہو
ایمان ہے ایمان ہے ایمان محمدؐ

خوشبو نے رگِ گل سے یہی لکھا ہے اخترؔ
قرآن ہے قرآن ہے قرآن محمدؐ

غلام حسین ساجد

o

تیرے وصال کے لیے تیز ہے شمعِ آفتاب
ورنہ کسے قبول ہے آتشِ ہجر کا عذاب

پڑتا نہیں زمین پر سایہ مہرِ تمام کا
ہوتا نہیں مکان میں کوئی رسیدگی کا باب

سچ ہے کہ موجِ نور سے ہوتی ہے عکس کی نمود
تیرے جمال نے کیا شیشۂ دہر کو گلاب

یوں تو نشستِ آب بھی کم تھی قیام کو، مگر
تیرے کلام سے رُکا موجۂ رنگ پر حباب

اُترا نہ آبِ سبز میں عکس ترے وجود کا
یعنی خیالِ محض ہے میرے بھی آئنے کا خواب

ڈرتا ہوں منہ نہ موڑ لیں تیرے کرم کی بارشیں
میں نے اگر چکا دیا پچھلے گناہ کا حساب

خان صادق محمد احسن

حریم ناز ہو میری جبیں ہو
جہاں تو ہو مرا قبلہ وہیں ہو

ہے ہر ذرہ ثنا خوانِ محمدؐ
فلک ہو ماہ و خورشید و زمیں ہو

دو عالم گردِ راہِ مصطفےٰ ہیں
ثریا، کہکشاں، عرشِ بریں ہو

خلائق زیرِ احسانِ نبیؐ ہیں
ملائک ہوں کہ جبریل امیں ہو

وہ رہتے تا قیامت کنزِ مخفی
کہ رازِ کن فکاں کے تم امیں ہو

ثمرہ بانو ہاشمی

آرزو یہ ہے کہ حمد کبریا کہتی رہوں
حمد کہہ کر مدحِ محبوبِ خدا کہتی رہوں

ہر نفس پڑھتی رہوں۔ صَلِّ علیٰ، صَلِّ علیٰ
عمر بھر یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ کہتی رہوں

یا قلم چلتا رہے یا پھر زباں جاری رہے
یا ثنا لکھتی رہوں یا پھر ثنا کہتی رہوں

جب ملیں آسانیاں تو ان کو سمجھوں کارساز
جب پڑے مشکل انہیں عقدہ کشا کہتی رہوں

اُن کے دم سے طبقۂ نسواں کو جو عزت ملی
میں اسے ان کا کرم، ان کی عطا کہتی رہوں

اُس نبیؐ اس رحمت اللعلمین کی ذات کو
ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کا آسرا کہتی رہوں

اے ثمرؔ نظم و غزل میں دِل کی سچائی کہاں؟
نعت گوئی سے اگر نکلوں تو کیا کہتی رہوں؟

سیدہ تاباںؔ عابدی

○

عشقِ نبیؐ جو رہبرِ فکر رسا ہوا
مدحت میں اُن کی مطلعِ روشن عطا ہوا

بالائے عرش پاک جو آدم نے کی نظر
دیکھا فرازِ عرش محمدؐ لکھا ہوا

آنے سے آپؐ کے ہوئی تکمیلِ زندگی
ابھرا ہر ایک نقشِ تمنا مٹا ہوا

شمس و قمر ہیں پرتوِ نورِ محمدی
یہ بانٹتے ہیں نور اُنہیں کا دیا ہوا

یہ مظہرِ خدا ہیں انہیں کے ظہور سے
ظاہر ہوا ہے رازِ حقیقت چھپا ہوا

رحمت نبی کی کون و مکاں پر محیط ہے
سب کے لیے ہے یہ درِ رحمت کھلا ہوا

دینِ خدا کے نیّرِ تاباںؔ کے سامنے
باطل کا ہے چراغ ابد تک بجھا ہوا

نوشابہ نرگس

○

رفعتِ فکر کو افلاک بھی زینہ ٹھہرے
اتنے اعلیٰ کو تیرا نام نگینہ ٹھہرے

سر کو آئے نہ میسر جو زمینِ بطحا
آنکھ یوں برسے کہ ساون کا مہینہ ٹھہرے

نام لے لے کے ترا کوہ و بیاباں میں پھرے
کوئی مجھ سا بھی سرِ وادیٔ سینا ٹھہرے

سایۂ زلفِ معنبر کو شبِ قدر کہیں
خلوتِ جاں میں ترا ذکر شبینہ ٹھہرے

اُن کا ہر نقشِ قدم زیست کی تقدیر بنے
اُن کی جو بات ہے جینے کا قرینہ ٹھہرے

"یا نبیؐ" وردِ زباں ہو تو کٹے درد کی رات
شوق والوں کو تلاطم بھی سفینہ ٹھہرے

دِل سفر میں ہے۔ یہ جذبوں کا مسافر ہے غریب
اب یہ ٹھہرے تو سرِ کوئے مدینہ ٹھہرے

منیر فاطمی

○

طالب نہیں ہوں میں کسی منصب کا جاہ کا
منگتا ہوں میں فقط ترے لطفِ نگاہ کا

اے وقت مت نظر سے گرا احترام کر
ادنیٰ غلام ہوں میں مدینے کے شاہ کا

آتا میں کس طرح ترے در سے پلٹ کے پھر
جلوہ جو دیکھتا میں تری جلوہ گاہ کا

بس کیا بیاں صفاتِ رسالت مآب ہوں
"یہ کائنات فیض ہے ان کی نگاہ کا"

گلیوں میں یوں بھٹکنے سے بہتر تھا اے منیرؔ
ہوتا اگر غبار میں طیبہ کی راہ کا

عارف معروف ؟

○

مجھے دریا کی ضرورت نہیں، قطرہ دے دے
میں ترے در کا بھکاری ہوں، یہ زر سب رہنے دے

تیرے قدموں سے جو روشن ہیں وہ راہیں دکھلا
بھیڑ میں کس سے کہوں میں مجھے رستہ دیدے

دیر ہو گی تو خد و خال جھلس جائیں گے
اپنی رحمت کا تو اِس دھوپ میں سایہ دیدے

زرد رُت میں بھی کھلیں پھول مرے گلشن میں
تو اگر ہلکا سا موسم کو اشارہ دیدے

پھر سے جاگ اُٹھے ہیں یہ رنگ و نسب کے فتنے
اے مرے مولا! تو پھر آخری خطبہ دیدے

ہے عطا کب تری منت کشِ موسم ، مولا
بے ردا پیڑوں کو تو سبز لبادہ دیدے

اِن چھوٹے لفظ برت کر میں لکھوں وصف ترے
حرف اب تک جو کسی نے نہیں سوچا دیدے

عارف معین بلے

○

باندھی ہے سرِ اقدس پہ ترے دستارِ فضیلت کیا کہنا
قرآں پہ قرآں اُترا ہے منشائے مشیت کیا کہنا

بند آنکھوں سے بھی خیر و شر میں فرق نظر آ جاتا ہے
بخشا ہے مری کور آنکھوں کو وہ نورِ بصیرت کیا کہنا

یہ چاند، ستارے، سورج سب تنویر تجھی سے پاتے ہیں
ہے ثبت بیاضِ شام و سحر پہ مہرِ نبوت کیا کہنا

اس روضے کا فیضان ہے یہ جو میرے سفر کی منزل ہے
رستے میں مجھے ہو جاتی ہے کعبہ کی زیارت کیا کہنا

وہ منزل تو نے پائی ہے، دیکھیں جو فرشتے جل جائیں
سبحان اللہ معراجِ نبی، اِنسان کی عظمت کیا کہنا

وہ شاہِ دو عالم ہے لیکن، ہے پیٹ سے پتھر باندھے ہوئے
ایام تموّل میں عارفؔ، یہ فقر و قناعت کیا کہنا

مستحسن خیال

○

اے شہنشہؐ دنیا و دیں اے سرورِ ارض و سما
ہو سکوں مدحت سے تیری کس طرح عہدہ برا

تو نے دکھلائی ہمیں آقاؐ صراطِ مستقیم
پا سکی نہ نسلِ انساں تجھؐ سا کوئی دوسرا

قبلۂ اہلِ محبت، کعبۂ اہلِ جنوں!
مرجعِ حق و صداقت، منبعِ خیر و صفا

پیکرِ عزم و عمل توؐ محورِ ایمان و دیں
مرکزِ شوق و یقیں توؐ جو بنِ صبر و رضا

تیراؐ ثانی ہو کوئی دنیا میں یہ ممکن نہیں
توؐ ہے مسجودِ ملائک توؐ ہے ممدوحِ خدا

حلم و علم و جرأت و دانش میں توؐ بے مثل ہے
توؐ سخاوت کی ردا ہے توؐ ہے رحمت کی گھٹا

ہو خیالِ بےکس و عاصی پہ بھی نظرِ کرم
ساقیِ کوثر ہے توؐ اور شافعِ روزِ جزا

مستحسن خیال

کلی کا حسن گلوں کا نکھار کہتے ہیں
حضورؐ نعت کو فن کی بہار کہتے ہیں

حضورؐ آپ کے در کے غلام ہیں جو بھی
حضورؐ ہم تو انہیں باوقار کہتے ہیں

یہ آفتاب و قمر تجھؐ سے روشنی پائیں
یہ کہکشاں تریؐ رہ کا غبار کہتے ہیں

ملے ہے خاکِ مدینہ سے عز و جاہ و جلال
ترےؐ گدا کو سبھی تاجدار کہتے ہیں

درود انؐ پہ سبھی بار بار پڑھتے ہیں
سلام اُن پہ سبھی بار بار کہتے ہیں

عجب نہیں کہ مدینے سے دور ہیں جو خیالؔ
وہ لوگ خود کو غریب الدیار کہتے ہیں

شوذب کاظمی

○

جو کھٹ پہ محمدؐ کے جو خم اپنی جبیں ہے
دل کہتا ہے انسان کی معراج یہیں ہے

اک خطۂ زمیں کا ہے مجھے عرش سے بڑھ کے
یہ عرش بریں ہے کہ مدینے کی زمیں ہے

آیات سمجھتا ہوں میں اقوالِ نبیؐ کو
خود ذاتِ نبی ناطقِ قرآنِ مبیں ہے

محبوبِ خدا آئے ہیں اب کوئی بتائے
چارہ گری پتھر کے خداؤں کی کہیں ہے؟

سردار ہے وہ ایسے قبیلے کا کہ جس میں
سب ایک ہیں یعنی کوئی تفریق نہیں ہے

شاہانِ جہاں میں جو کرم بانٹ رہا ہے
گھر اس کا چٹائی ہے غذا نانِ جویں ہے

شوذب رہِ طیبہ کے ہیں ذرے بھی ستارے
ضوبار انہیں سے مرے اشکوں کی جبیں ہے

شوذب کاظمی

○

رہِ شہنشہِ طیبہ کو یوں چلا ہوں میں
کبھی بگولہ کبھی صورتِ ہوا ہوں میں

مجھے صدائیں نہ دو وقت کے حسین لمحو!
کہ شہرِ علم کی راہوں کو جا چکا ہوں میں

ترے کرم نے عطا کی ہیں شوکتیں مجھ کو
مقامِ ذات بلندی پہ دیکھتا ہوں میں

مرے بھی گھر میں اتر ایک دن مرے خورشید
کہ ظلمتوں کا، اندھیروں کا سلسلہ ہوں میں

میں اپنے فن کے خدا سے جزا کا طالب ہوں
مری نماز ہے یہ نعت پڑھ رہا ہوں میں

ہوا ہوں میں تری دہلیز کے لیے تخلیق
"جو تیرے در سے نہ اٹھے وہ نقشِ پا ہوں میں"

جنوں بڑھے گا تو ابھرے گا میری صورت میں
اِس اعتماد سے شوذب سخن سرا ہوں میں

○

وسیم ممتاز

وہ مکاں ہو یا کہ ہو لامکاں تیرا ذکرِ پاک کہاں نہیں
تو ہے جلوہ ریز ہر اک جگہ تو یہاں نہیں کہ وہاں نہیں

یہ ازل سے خالقِ زیست نے دیا ہے پیام سرور کا
فقط ایک جان، جہاں کی ہے کوئی اور جانِ جہاں نہیں

میں جہاں میں کیسے ملول ہوں، مرے گلستان رسول ہوں
مرے آشیانۂ زیست کو کوئی فکرِ برقِ تپاں نہیں

مجھے در پہ اپنے بلائیں گے میری بگڑی آپ بنائینگے
مری سب خبر ہے کریم کو مرا سوز، سوزِ نہاں نہیں

سنو ایک سازِ ازل کی لے نہیں اس سے بڑھ کے کوئی بھی شے
جسے سودا عشقِ نبی کا ہے، اُسے فکر سود و زیاں نہیں

مرے پاس ساغرِ مصطفےٰ، نہیں اس سے بڑھ کے کوئی نشہ
یہی میکدہ ہے وہ میکدہ جہاں اور پیرِ مغاں نہیں

اے وسیم مدحتِ شاہ میں مرے پاس طرزِ رضا کہاں؟
کروں نعت کا میں بھی حق ادا مرے پاس ایسی زباں نہیں

وسیم ممتاز

○

قلم نے جب سے محمد کا نام لکھا ہے
اُس ایک لمحے سے اب تک یہ محوِ سجدہ ہے

زمیں سے لے کے سرِ عرش جس کا چرچا ہے
وہ میرا آقا میرا ملجا میرا مولا ہے

تیری مثال یہی ہے کہ بے مثال ہے تو
کہ ذاتِ باری کا مظہر ترا سراپا ہے

وہ جس نے اسوۂ حسنہ سے اکتساب کیا
اُسی کی دنیا ہے دیں ہے اُسی کی عقبیٰ ہے

مجھے بھی در پہ بُلا لیجیئے میرے آقا
یہ میرے ذہن و دِل و روح کی تمنا ہے

بھلا بگاڑے گی کیا اُن کا گردشِ دوراں
کہ جن کے حصّے میں کوثر کا جام آیا ہے

یہ دونوں عالم ہوئے مستفید کیسے وسیم
تمام نورِ رسالت کا یہ کرشمہ ہے

عظمت کمال

علم و عشق و آگہی ہے تیرا نام
روشنی ہی روشنی ہے تیرا نام

میرے دل کی کہکشاں ہے تیری یاد
میرے لب کی چاندنی ہے تیرا نام

میرے جذبوں کا چمن تیرا خیال
میرے رُخ کی تازگی ہے تیرا نام

میرے دیں کی آبرو ہے تیرا ذکر
میری دنیا کی خوشی ہے تیرا نام

اعتبارِ آدمی تیرا ظہور
عزتِ پیغمبری ہے تیرا نام

ہر قلم پر کل بھی تھی مدحت تری
ہر زباں پر آج بھی ہے تیرا نام

ہے اُسی کے دم سے عظمت کو کمال
ورد اُس کا ، ہر گھڑی ہے تیرا نام

درخشندہ نیر

○

اللہ رے تیری ذات کا ہر عکس ہے تصویر
تو حسنِ ازل ، نقشِ وفا ، کاتبِ تقدیر

ہر ذرّہ تیری ذات کا انوارِ الٰہی
تو محورِ کن لوح و قلم شوخیٔ تحریر

کھل جاتے ہیں صحرا میں گلستانِ محبت
ہر زہر کا تریاق ترے نام کی تاثیر

جینے کی ہوس ہے، نہ زر و مال کی خواہش
مل جائے ترا در تو ملے خواب کی تعبیر

تو بحرِ سخا ، حرفِ دعا ، جانِ تمنّا
تو شاہِ اُممؐ ، ختم الرسل ، نعرۂ تکبیر

ہر گوشۂ تقدیر ، منوّر ترے دم سے
رخشندہ ہے ہر سمت ترے نام کی تاثیر

کوثر ثمرین

○

باوضو ہو کے کبھی جب بھی کہا صلِّ علیٰ
گنبدِ ذات میں گونجی یہ صدا صلِّ علیٰ

میرے ہونٹوں پہ محمدؐ کا حسیں نام آیا
سننے والوں نے محبت سے کہا صلِّ علیٰ

شدّتِ درد مرے ضبط کی حد میں نہ رہی
آنسوؤں نے مری پلکوں پہ لکھا صلِّ علیٰ

اس حسیں ذات کے پیکر کی ثنا خوانی میں
روشنی، رنگ نے، خوشبو نے کہا صلِّ علیٰ

پہلے آنکھوں سے ترے نام کو چوما میں نے
پھر لرزتے ہوئے ہونٹوں نے پڑھا صلِّ علیٰ

اب نصیبوں میں مرے وصل کا منظر جاگے
میری آنکھوں میں یہی خواب سجا صلِّ علیٰ

کاش تعبیر کی صورت میں مدینہ دیکھیں
اور ہو جائیں ترے در کے گدا صلِّ علیٰ

افشاں عباسی

○

گونگے لفظوں کو صدا کی نغمگی تجھ سے ملی
میرے فانوسِ ہنر کو روشنی تجھ سے ملی

زندگی کا حبس کے مارے گھٹا جاتا تھا دم
ایسے موسم میں ہوا کی تازگی تجھ سے ملی

صبحِ نو کا جب فلک پر بھی نہ تھا نام و نشاں
اندھی راتوں کو بھی اُس دم روشنی تجھ سے ملی

دندناتا پھر رہا تھا ظلم جب چاروں طرف
ایسے عالم میں جہاں کو آشتی تجھ سے ملی

یہ کرم کیا کم ہے تیرا مجھ پہ اے شاہِ عرب
میرے جسم و روح کو پاکیزگی تجھ سے ملی

مکتبِ تخلیقِ آدم سے تھا یکسر بے ہنر
آدمی کو آدمیت ، آگہی تجھ سے ملی

شہرِ شب میں جس کو افشاں ڈھونڈتی پھرتی رہی
چودھویں کے چاند کی وہ چاندنی تجھ سے ملی

بہار النساء بہار

میں سوچوں ہر گھڑی لے کاش یہ تدبیر ہو جائے
دیارِ مصطفیٰ کی فکر دامن گیر ہو جائے

تصوّر کے جھروکوں سے میں جب بھی جھانکنا چاہوں
مدینے کی مری آنکھوں میں ہی تصویر ہو جائے

اگر عزمِ سفر میرا ہو بس طیبہ کی راہوں پر
اُٹھے جو خاک رستے کی وہی اکسیر ہو جائے

مرے اشکِ ندامت یوں بہیں کہ ڈوب جاؤں میں
خدارا! عفو اب میری ہر اِک تقصیر ہو جائے

جو پہنچوں روضۂ اقدس پہ لے مولا تو پھر یوں ہو
یہیں جینا یہیں مرنا مری تقدیر ہو جائے

پہنچنا چاہتی ہوں میں ترے شہرِ مدینہ میں
کرم کی اِک نظر آقا نہ اب تاخیر ہو جائے

مدینے کی ہواؤں میں بہارِ زندگی پاؤں
یہی خواہش مرے پاؤں کی بس زنجیر ہو جائے

حفیظ بصر

○

غلام اُس کا زمانہ تمام ہو جائے
جو صدق دِل سے نبی کا غلام ہو جائے

یہی تھا حق فضیلت کہ بیت اوّل میں
پیمبروں کا محمّد امام ہو جائے

نبیؐ کے عشق میں روتا رہوں میں راتوں میں
تمام شب مجھے سونا حرام ہو جائے

لبوں پہ نام ہو اُنؐ کا سران کی چوکھٹ پر
اسی طرح مرا قصّہ تمام ہو جائے

خدا کرے کہ پس مرگ بھی رہے الفت
جنابؐ سے مجھے عشقِ دوام ہو جائے

یونہی میں آپؐ کی کہتا رہوں سدا نعتیں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

رواں ہوں عشقِ محمّد میں اشک آنکھوں سے
بصرؔ یہ کام ترا صبح و شام ہو جائے

حسن شارق جاوید

○

وہ کیسی آنکھ جس میں نم نہیں ہے
وہ دل کیا جس میں تیرا غم نہیں ہے

مدینہ دیکھنے والوں کو دیکھے
نظر کو یہ شرف بھی کم نہیں ہے

چمن میں چل رہی ہے بادِ رحمت
کلی کی آنکھ اب پُر نم نہیں ہے

بجز عشقِ نبیؐ ، میرا جہاں میں
کوئی مونس ، کوئی ہمدم نہیں ہے

نہیں ہے عشق سے خالی کوئی دل
کوئی بھی پھول بے شبنم نہیں ہے

تو ہر درد و الم کا ہے مسیحا
ترے کوچے میں کوئی غم نہیں ہے

مدینے کا سفر کرتا ہوں شارق
کہ ان راہوں میں پیچ و خم نہیں ہے

شفیق آصف

○

نظامِ شمس و قمر اہتمامِ شام و سحر
حضور آپ کے صدقے سے ہیں یہ محوِ سفر

ملائکہ ترے در کے غلام ٹھہرے ہیں
نیاز مندوں میں شامل تمام جن و بشر

وگرنہ بھائی گلا کاٹتا تھا بھائی کا
کیا ہے آپ نے ان سب کو آ کے شیر و شکر

متاعِ جنتِ فردوس اور کیا ہو گی
نگاہوں میں ہے مدینے کی شام کا منظر

مجھے بھی بخشیے وہ نورِ معرفت کہ چلوں
مجھے بھی چاہیے تابندگیٔ راہ گزر

اسی سے روشنی ملتی ہے اے شفیق آصف
ہے گردِ راہِ مدینہ چراغِ قلب و نظر

شفیق آصفؔ

○

ہر طرف جلوہ فشاں ہے نور آپؐ کا
بابِ رحمت کھلا ہے حضور آپؐ کا

آپ کے مرتبے کی کسے ہو خبر
تھا زمانے سے پہلے ظہور آپؐ کا

سبز گنبد کا منظر نگاہوں میں ہے
کیسے کہہ دوں مدینہ ہے دُور آپؐ کا

غم زدہ جب پکارے کوئی آپؐ کو
ہوتا اُس پر کرم ہے ضرور آپؐ کا

آپ کی نعت سے اِک نشہ چھا گیا
سب نے پی ڈالا جامِ سرور آپؐ کا

یونہی کرتا رہے یہ ثنا آپؐ کی
ہے یہ ناچیز آصفؔ حضور آپؐ کا

## شاکر حسین شاکر

○

نذرِ عقیدت کرتا ہوں میں
اُن سے محبت کرتا ہوں میں

کوئی مشکل آن پڑے تو!
آپؐ کی مدحت کرتا ہوں میں

یا احمدؐ یا احمدؐ کہہ کر
روز عبادت کرتا ہوں میں

دِل میں ہے طیبہ کا تصوّر
ذکرِ رسالتؐ کرتا ہوں میں

دِل سے ذکرِ محمدؐ شاکر
ہر اِک ساعت کرتا ہوں میں

ظفر کامران

۵

نبیؐ کا نام جب میں نے لیا ہے
کرم مجھ پر خدا نے کر دیا ہے

محمدؐ کے وسیلے سے جو مانگا
طلب سے بھی سوا مجھکو ملا ہے

چلی طیبہ سے جب بادِ بہاری
چمن سارا معطر ہو گیا ہے

مٹے سب تفرقے رنگ و نسب کے
اُخوت کا سبق ایسا دیا ہے

رسالت کی شہادت پتھروں سے
فقط میرے نبیؐ کا معجزہ ہے

جہاں نعمت سے دامن بھر رہے ہیں
معطی رب ہے قاسم مصطفےٰ ہے

کہاں میں اور کہاں مدحت نبیؐ کی
ظفرؔ یہ تو خدا کی بس عطا ہے

ظفر کامران

o

محمد کی غلامی بادشاہی
کرم تیرا، کرم تیرا الٰہی

زمین و آسماں سب نعت خواں ہیں
ستارے، چاند، سورج، مرغ و ماہی

مدینے کے گدا کی شان دیکھو
نہیں جچتی نظر میں کجکلاہی

اگر توصیف تیری لکھنے بیٹھوں
ہے ناکافی سمندر کی سیاہی

وہ ہوگی کس قدر فرخندہ ساعت
بنے گا جب ظفر طیبہ کا راہی

طاہر تسلیم

○

دل مقید آپؐ کی ثنا لکھوں
لفظ ناپید اب میں کیا لکھوں

اصلِ تخلیق آپؐ کی ہے ذات
ابتدا لکھوں انتہا لکھوں

نورِ احمدؐ سے ہے جہاں کا فروغ
نورِ احمدؐ کو ابتدا لکھوں

اپنے اشکوں سے میں وضو کر لوں
جب بھی میں نعتِ مصطفےٰ لکھوں

ختم جب بھی کروں سخن طاہر
آپؐ کو تاجِ انبیاء لکھوں

رہبر صمدانی

جب ورد کیا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا
اِک خاص کرم مجھ پہ ہوا ربِ عُلا کا

تاثیر نے مُنہ چوم لیا میری دُعا کا
جب واسطہ میں نے دیا محبوبِ خدا کا

سرکار میری کشتیٔ جاں کے ہیں نگہباں
گرداب کا ہے خوف نہ طوفانِ بلا کا

بندوں کے ہزاروں تھے خدا آپ سے پہلے
بخشا ہے شعور آپ نے بس ایک خدا کا

اُس صاحبِ معراج کے قدموں کے تصدق
کرتا ہے بشر آج سفر دشتِ خلا کا

اُس خلقِ مجسم نے دیا درس جہاں کو
اِخلاص و مروت کا محبت کا وفا کا

مہکا گیا رہبر میرا گلزارِ تمنا
جھونکا ابھی آیا تھا مدینے کی ہوا کا

رہبر صمدانی

○

عرب کے چاند کی جلوہ نمائی
منور ہو گئی ساری خدائی

کرن پھوٹی وہ اک غارِ حرا سے
کہ قسمت دو جہاں کی جگمگائی

پکارا محسنِ اعظم کو جس نے
غموں سے مل گئی اس کو رہائی

مبارک طائرِ جانِ حزیں کو
مدینے کی فضا سے آشنائی

میں کیا ان کے کرم کی بھیک مانگوں
مرے دامن میں کتنی ہے سمائی

وہ آقا ہیں وہ مولا ہیں ہمارے
خدا جن کا ہے جن کی ہے خدائی

اسے کیا چاہیئے کچھ اور رہبر
عطا ہو جس کو اس در کی گدائی

## ○ تضمین غنیؔ

جب تک طلوعِ مہرِ رسالت ہوا نہ تھا
تہذیبِ زندگی سے کوئی آشنا نہ تھا

سارے جہاں کے رہبرِ اعظم سے پیشتر
منزل پہ جانے والا کوئی راستہ نہ تھا

آدم سے لے کے حضرتِ عیسیٰ کے عہد تک
کس کی زباں تھی جس پہ ترا تذکرہ نہ تھا

ویسے تو آئے کتنے پیمبر جہان میں
لیکن رسولؐ اُن میں کوئی آپ سا نہ تھا

خوش قسمتی سے آپ کا در ہو گیا نصیب
ہم بے کسوں کا ورنہ کوئی آسرا نہ تھا

کشتی کو میں نے چھوڑ دیا اُن کے نام پر
پھر کچھ بھی خوفِ تندیٔ موجِ بلا نہ تھا

احساں ہے آپ کا یہ نوازش ہے آپ کی
ورنہ غنیؔ تو لائقِ لطف و عطا نہ تھا

○

پھر دردِ جدائی مرے سینے میں سوا ہے
کیا قافلہ پھر کوئی مدینے کو چلا ہے

ہر شخص نے پائی ہے ہدایت اسی در سے
وہ ہادیٔ کامل ہے وہی شمعِ ہدیٰ ہے

تخلیق ہوئے سب یہ محمد ہی کے دم سے
کیا لوح و قلم۔ کون مکاں۔ ارض و سما ہے

احمد کی اطاعت میں اطاعت ہے خدا کی
ایمان ہے میرا کہ یہ فرمانِ خدا ہے

رحمت کی نظر مجھ پہ بھی اے رحمتِ عالم
تو ابرِ کرم موجِ سخا۔ بحرِ عطا ہے

کچھ دیر تو پلکوں سے مجھے چُننے دے کرنیں
اے موت ٹھہر جا یہ درِ صلی علیٰ ہے

مل جائے غنی کو بھی حضوری کی اجازت
یہ آخری خواہش ہے۔ یہی میری دعا ہے

عباس ملک

آپؐ کے در کا منگتا سائیں روز سہارا مانگے
روز بھنور میں کشتی اُترے روز کنارا مانگے

سر سے آخر کب اُترے گی کالی رات کی چادر
تشنہ روہی کا ہر ذرہ نور کا دھارا مانگے

آپؐ کا شہر معطر گلیاں پیاسی آنکھیں دیکھیں
تقدیروں کا کاتب آپؐ کا ایک اِشارہ مانگے

اُن کا نام مُقدس، اطہر بعد خُدا کے برتر
اُن کے نام کا سایہ ہر دم دِل بے چارہ مانگے

صلی اللہ کا وِرد لبوں پر خوشبوئیں پھیلائے
دیس کا پھول دِلوں میں کھِل کر نام تمہارا مانگے

جن کو خواہش زر کی ان کو ڈھیروں رزق عطا ہو
ایک جھلک روضے تیرے کی درد کا مارا مانگے

کیسے خط عباس میں کھینچوں میری کیا ہے طاقت
اُس کی مدحت کا ہر لہجہ چاند ستارہ مانگے

افسر علی افسرؔ

○

جب مدینہ سوار رہتا ہے
ذہن بھی مشکبار رہتا ہے

جس کو مل جائے آپ کی خوشبو
اُس گلی پر نکھار رہتا ہے

جب بھی آتی ہے یاد مولا کی
دِل مِرا بے قرار رہتا ہے

جس کے خوابوں میں آپ آجائیں
وہ کہاں سوگوار رہتا ہے

کب مدینے کا اِذن ہو افسرؔ
بس یہی انتظار رہتا ہے

فدا ملتانی

٥

ترستے ہیں فرشتے جس کو راحت وہ مقدر ہو
امام الانبیاء مجھ کو سعادت وہ مقدر ہو

تڑپ ہے حاضری دوں میں ترِی درگاہِ اطہر پر
بنوں زائر مدینے کا زیارت وہ مقدر ہو

اگرچہ بے عمل ہوں میں تمہارا اُمتی تو ہوں
کبھی "عشرہ" کو دی تھی جو بشارت وہ مقدر ہو

ابابیلوں کے لشکر بھیج پھر ہے "ابرہا" آیا
خدائے کعبہ ہم کو بھی حمایت وہ مقدر ہو

فداؔ صدقے بھی ہو جاؤں کروں جب دید سینے میں
مدینہ دِل میں بن جائے عنایت وہ مقدر ہو

عظیم حیدر سید

○

وہ بے زبانوں کو نطق و زبان بھی دیں گے
وہ پتھروں کو شعورِ اذان بھی دیں گے

ہمارے سرورِ اعظمؐ نے اس تلاطم میں
جو ناؤ دی ہے تو پھر بادبان بھی دیں گے

نہ چھوڑ دامنِ آقاؐ یہاں، کہ حشر کے دن
ترے بدن کے یہ اعضا بیان بھی دیں گے

بصد نیاز جو چاہو حضورؐ سے مانگو
ہمیں وہ پہلی سی پھر آن بان بھی دیں گے

رسولؐ پاک نے حیدرؔ ہماری سوچوں کو
دیے ہیں پَر تو پروں کو اڑان بھی دیں گے

محمد مختار علی

۵

حشر میں اُن کی شفاعت کی سند مل جائے
گر مجھے شہرِ مدینہ میں لحد مل جائے

اُس کی تقدیر کے چمکیں گے ستارے تا حشر
جس کو مفہومِ ھُوَ اللّٰہُ احد مل جائے

کاش یوں اُن کی زیارت کا شرف حاصل ہو
میرے خوابوں کو بھی کچھ قامت و قد مل جائے

مجھ پہ ہو جائیں گے محشر کے مصائب آسان
اک ذرا رحمتِ عالمؐ کی مدد مل جائے

لب پہ ہو نعت نبیؐ، جانبِ طیبہ نظریں
چاہے مٹی میں بھی میرا یہ جسد مل جائے

صوفی حبیب احمد فقیری

○

مرے دل میں ہے آرزوئے محمدؐ
خدا لے چلے مجھ کو کوئے محمدؐ

پرندے، شجر، پھول، پتے، شگوفے
سبھی کرتے ہیں گفتگوئے محمدؐ

مدینہ معطر ہے پھولوں کی صورت
رچی ہے فضاؤں میں بوئے محمدؐ

گناہوں میں آلودہ عاصی ہیں جتنے
سبھی کی لگن جستجوئے محمدؐ

حبیبِ گنہگار پر بھی کرم ہو
دعا ہے مری روبروئے محمدؐ

عبدالسمیع جاذب

○

زمانے بھر میں عظیم تر ہے، مرا نبیؐ ہے
سبھی رسولوں میں معتبر ہے، مرا نبیؐ ہے

مجھے اندھیروں سے کوئی خطرہ نہیں جہاں میں
جو روشنی کا پیامبر ہے، مرا نبیؐ ہے

ہر ایک رفعت مرے نبیؐ کے قدم کی ٹھوکر
ہر ایک دھڑکن کے ساز پر ہے، مرا نبیؐ ہے

وہی ہے مشکل کشا وہی رہنما ہمارا
جو ساری دُنیا سے خوب تر ہے، مرا نبیؐ ہے

مجھے بھٹکنے کا خوف کیونکر رہے سفر میں
ہر ایک منزل کا راہبر ہے، مرا نبیؐ ہے

بڑا کرم ہے بڑی عنایت ہے اُس کی جاذب
وہ جس سے دِل میرا بہرہ ور ہے، مرا نبیؐ ہے

○

شعیب اکمل

میرے آقا، عظمت والے
عظمت والے، رفعت والے

ساری نظمیں، ساری غزلیں
تیرے نام اے برکت والے

تیرے نام میں جو بھی آئے
حرف ہیں نور و نکہت والے

سارے تیرے در کے بھکاری
شہرت اور حکومت والے

آپ کی باتوں کو اپنا کر
سب کہلائے عزت والے

تیری نعت پہ سب ہیں شیدا
لفظ ہیں جتنے حرمت والے

آپ کے آنے سے ہی اکمل
منظر بدلے نفرت والے

رفیق احمد سعیدی

○

ہو جن دلوں میں عشق وہ مثلِ حریم ہیں
جن پر تری ثنا ہو وہی لب عظیم ہیں

دیتے تھے اپنے خون کے پیاسوں کو وہ دُعا
والی وہ دو جہان کے کتنے رحیم ہیں

اُن کے جمالِ پاک نے ہر شے نکھار دی
ہر شے کے قلب میں وہی ہیں جو مقیم ہیں

ہیں سارے انبیا کی صفات اُن میں مجتمع!
میرے رسولؐ رشکِ مسیح و کلیم ہیں

غارِ حرا رفیق تھا زخموں کی تاب میں
لب سے شفا عطا کی محمدؐ حکیم ہیں

محمد اکرم

○

منزلِ توحید کا رستہ دکھا دیتے ہیں وہ
شرک کی سب ظلمتیں دِل سے مٹا دیتے ہیں وہ

عالم رویا میں بھی جلوہ دکھا دیتے ہیں وہ
یوں کبھی جذباتِ عقیدت کا صلہ دیتے ہیں وہ

ان کی شان رحمتہ اللعالمینی کے نثار
ان سے تم مانگو طلب سے بھی سوا دیتے ہیں وہ

ہر طلب میں اپنی اُنؐ کی ذات کو شامل کر دو
خود بھی دیتے ہیں، خدا سے بھی دِلا دیتے ہیں وہ

اُن کی اِس شانِ کرم پر جانِ اکرمؔ ہے فدا
دوستی کی دشمنوں کو بھی دُعا دیتے ہیں وہ

مرتضیٰ اشعر

○

مدحت ہو تری کیسے کہ دشوار بیاں ہے
محدود مری سوچ تو محدود زباں ہے

جب سے ہے مرا رابطہ اُس شاہِ کرم سے
پُر نور مرا دِل ہے ، منوّر مری جاں ہے

ہر ایک تیرے در سے مرادوں کے ثمر پائے
رحمت کا خزینہ ترا درِ شاہِ زماں ہے

طیبہ میں رہوں ، موت اُسی شہر میں آئے
بس اِک یہی ارمان مرے دِل میں نہاں ہے

ڈھلنے لگے جذبات مرے نعت کی صورت
ہے ذِکر ترا اور مرے اشکوں سے رواں ہے

اشعرؔ مری نظروں میں ہے دیدار کا عالم
ہر وقت مرے دِل میں زیارت کا سماں ہے

مرتضیٰ اشعر

مل گئی جب گلی مدینے کی
آرزو بڑھ گئی ہے جینے کی

جو اطیعو الرسول میں گذرے
ہے وہی زندگی قرینے کی

نعت کا فیض بھی ملا مجھ کو
یہ نوازش بھی زندگی نے کی

نا خدا جس کے آپؐ ہوں آقا
فکر کیا ہو اُسے سفینے کی

اب تو ہو جائے اِک نگاہِ کرم
اب تو بجھ جائے آگ سینے کی

آپؐ ہیں انتہا نبوّت کی
اِس کی تصدیق ہر نبیؐ نے کی

میرے اپنے خیال میں اشعرؔ
نعت کہنا بھی ہے بڑی نیکی

نعت گوئی ایک ایسی عبادت ہے جو ازل سے ہے کر ابد تک جاری رہے گی شاید ہی کوئی کوئی مسلمان شاعر ہو جس نے کسی نہ کسی انداز میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی نہ کی ہو۔ ہمارے یہاں پچھلے بیس پچیس برسوں میں نعت گوئی کو جو فروغ اور رواج حاصل ہوا ہے وہ اِس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ اِس سے ایک تو مملکتِ خداداد پاکستان کا نظریاتی تشخص اُجاگر ہوا ہے۔ دوسرے ہمارے ادب کے لیے بھی یہ ایک نیک فال ہے کہ اس سے دینی ادب کو اِستحکام مِلا ہے۔ چنانچہ اب نعت کو اُردو ادب میں ایک مستقل اور مقبول صنفِ سخن کی حیثیت حاصل ہے۔ اِس دوران میں نعت کی جو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ اِن میں سے اکثر اپنے مواد اور پیش کش کے اعتبار سے دلکش اور معیاری ہیں۔ یہ کتاب بھی اِنہی میں سے ایک اور اِس لحاظ سے منفرد ہے کہ اِس میں ملتان کے نعت گو شعراء کا ایک خوب صورت اور نمائندہ انتخاب دے دیا گیا ہے۔ نعتوں کے اس گلدستے میں وہ تمام رنگ اور خوشبو شامل ہے جو ملتان کی نعت سے مخصوص ہے۔

حسین سحر

---

بلا شبہ یہ دور نعت کا دور ہے۔ وہ کم نصیب شعراء جو ایک وقت تک نعت کو اصنافِ سخن میں درجہ دوئم کا ادب سمجھتے تھے۔ نعت کہنے پر مجبور ہیں۔ چاہے [illegible] ضرورت کی بنا پر یا ذرائع ابلاغ پر قابض ہونے کے لیے۔

پروفیسر رشید احمد صدیقی نے غزل کو ادب کی آبرو کہا ہے میرے نزدیک نعت پاکیزہ غزل کی آبرو ہے۔ غزل کا شاعر شعر کے فنی تقاضوں سے واقف ہوتا ہے۔ لیکن متاعِ عقیدت سے تہی دامن ہوتا ہے۔ میں نعت کے لئے شعری محاسن کو ضروری اور اِس اِعتبار سے نعت پر تنقید کو جائز سمجھتا ہوں۔ اصنافِ سخن میں کوئی صنف نعت کی ہم پلہ اس لئے نہیں ہو سکتی کہ اِس کی اساس عقیدت پر مبنی ہوتی ہے۔

عزیز محترم مرتضیٰ اشعر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مختلف شعراء کی نعتوں کو یکجا کر کے دینی اور ادبی خدمت انجام دی ہے۔

تابش صمدانی